آیات حجاب کا تفسیری تجزیہ

گروہ مؤلفین: محمد حسین ملا میر زائی، مہدی بیاتی، محمد شریفی
مترجم: ڈاکٹر خان محمد صادق جونپوری

حجاب اور اسلامی پردہ، دین اسلام کے ضروری اصولوں میں سے ایک ہے۔ تمام اسلامی فرق اس بات پر متفق ہیں اور اسلامی معاشرہ کی ایک اہم پہچان بھی ہے۔اسلامی حکومت کا ایک مقصد بلکہ فریضہ یہ ہے کہ اسلامی حجاب کو معاشرہ میں نافذ کرے لیکن حجاب کی نوعیت کے تعین میں اختلاف کی وجہ سے ہم اسلامی حجاب سے ابھی بہت دور ہیں۔ ہم اس مقالہ میں یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ معاشرہ میں حجاب کے نفاذ کے لئے دین اسلام کا طریقہ کار کیا ہے اور لوگوں کو اپنی مرضی سے اسلامی حجاب کی طرف راغب کرنے کے لئے اس کی حکمت عملی کیا ہے؟۔

ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام کی نظر میں اصل مقصد عفت و پاکدامنی ہے اور حجاب صرف ایک ذریعہ ہے۔آیات و روایات کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ تک پہنچتے ہیں کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ سماجی زندگی کے مختلف میدانوں میں مرد اور عورت کے درمیان ایک حد قائم رہے اور مرد اور عورت تا حد امکان ایک دوسرے سے فاصلہ بنائے رکھیں اور اگر ان کا ایک ساتھ اکٹھا ہونا ناگزیر ہو جائے تو شرعی حجاب کی رعایت کی جائے۔

الف: اسلامی تعلیمات میں لباس کی اہمیت

شرعی حجاب ظاہری لباس کی ایک قسم ہے اور قرآنی آیات میں لباس کو اللہ تعالی کی ایک نعمت کے طور پر تعارف کرایا گیا ہے" يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاساً يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشاً وَلِبَاسُ التَّقْوَىٰ ذَٰلِكَ خَيْرٌ ذَٰلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ "(سورہ اعراف، ۲۶)

اے اولا آدم ! ہم نے تمہارے لئے لباس نازل کیا ہے جس سے اپنی شرمگاہوں کا پردہ کرو اور زینت کا لباس بھی دیا ہے لیکن تقویٰ کا لباس سب سے بہتر ہے یہ بات آیات الٰہیہ میں ہے کہ شاید وہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

مذکورہ آیت میں لباس کو اللہ تعالی کی ایک نعمت بتایا گیا ہے جسے اللہ تعالی نے بنی آدم کو عطا کیا ہے اور اس کے دو فائدے ہیں: ایک: ظاہری برائیوں کو چھپانا اور دوسرے زینت۔ بعض لوگوں کا ماننا ہے کہ " یُوَارِی سَوْءٰاتِکُمْ " کی عبارت لباس کی تعریف یعنی لباس کی شان کو بیان کر رہی ہے کہ جس سے عیب چھپائے جاتے ہیں اور ریش سے مراد خوبصورتی کے لئے پہنا گیا لباس ہے۔ (ابن عاشور، ۱۴۲۰، ۵۸)

قرآن کی دوسری آیتوں جیسے احزاب، آیت ۵۹؛ نور، آیت ۳۱ و ۳۰ میں لباس کے مختلف اصول و ضوابط بیان کئے گئے ہیں جسے اصطلاح میں شرعی حجاب کہا جاتا ہے۔ اسی آیت میں ظاہری لباس کے مقابلہ میں باطنی لباس یعنی تقوی کی بات کی گئی ہے اور لباس تقوی کو ظاہری لباس سے برتر بتایا گیا ہے۔ اللہ تعالی نے تقوی کو لباس سے تعبیر کیا ہے کیونکہ جس طرح ظاہری لباس انسان کی ظاہری برائیوں کو چھپاتا ہے اور اس کی ظاہری خوبصورتی کا سبب بنتا ہے اسی طرح تقوی نفس انسان کے رذائل کو چھپاتا ہے اور انسان نہ صرف رسوائی سے بچتا ہے بلکہ اچھی سیرت کے عنوان سے پہچانا جاتا ہے۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ۴۴۵)

اب یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ تقوی سے کیا مراد ہے۔ اس آیت کی تفسیر میں امام باقر (ع) سے ایک حدیث منقول ہے: " وَ اَمَّا لِبَاسُ التَّقْوٰی فَالْعِفَافُ " (مجلسی، ۱۴۰۳، ۱۶۸/۸۰): تقوی مراد سے عفت اور پاکدامنی ہے۔ لغت میں عفاف کی تعریف اس طرح بیان کی گئی ہے: " اَلْعِفَّۃُ اَلْکَفُّ عَمَّا لَا یَحِلُّ وَ یَجْمُلُ " (ابن منظور، ۱۴۱۴، ۲۵۳/۹) اسی روایت میں پانچویں امام لباس تقویٰ کی ظاہری لباس پر برتری کی وجہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

ظاہری لباس کے بغیر بھی با عفت انسان کی برائیاں ظاہر نہیں ہوتیں (کیونکہ وہ عفت کو اختیار کرتا ہے اور خود کو بچاتا ہے) لیکن فاجر اور غیر عفیف انسان کا پورا جسم اگرچھپا بھی رہے تب بھی اس کی برائیاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔

حضرت کے بیان کے مطابق عفت و پاکدامنی انسان کو رسوائی سے محفوظ رکھتی ہے اور عفت نہ ہو تو ظاہری لباس بھی اپنا مقصد کھو دیتا ہے اسی وجہ سے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ لباس تقوی ظاہری لباس سے بہتر ہے۔ پس لباس کے انتخاب میں عفت و پاکدامنی کو معیار بنانا چاہئے۔

ب: حجاب کے سلسلہ میں نازل ہونے والی آیتیں

قرآن کریم نے حجاب کا حکم دینے سے پہلے کچھ مقدمات کا لحاظ کیا ہے تاکہ مخاطب ذہنی طور پر حکم حجاب کے لئے آمادہ ہو جائے۔ اور اس کا اصل مقصد جنس مخالف کی نظروں سے خود کو پوشیدہ رکھنا ہے۔

۱۔ عورتوں کا گھروں میں رہنا

اس سلسلہ میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

''وَقَرۡنَ فِی بُیُوتِکُنَّ وَلَاتَبَرَّجۡنَ تَبَرُّجَ الۡجَاهِلِیَّةِ الۡأُولَی'' اور اپنے گھر میں بیٹھی رہو اور پہلی جاہلیت جیسا بناؤ سنگھار نہ کرو۔ (سورہ احزاب، آیت ۳۳)

لفظ قَرنَ، وَقَرَیَقِرُ سے مشتق ہے جو اپنی جگہ پر رہنے کے معنی میں ہے۔ اس آیت میں اس کا مطلب ہے کہ عورت گھر میں رہے۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ۲۹۰/۱۷؛ طبرسی، ۱۳۷۲، ۵۵۸/۸) اور مراد یہ ہے کہ اے ازواج پیغمبر! اپنے گھروں سے باہر نہ نکلیں (طباطبائی، ۱۴۱۷، ۳۰۹/۱۶؛ طبرسی، ۱۳۷۲، ۸/۸۵۵) اس میں اور پہلے والے معنی میں نتیجہ کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ۲۹۰/۱۷) اس آیت میں عورتوں کو گھر میں رہنے کا حکم دیا جارہا ہے اور بغیر ضرورت گھر سے باہر نکلنے سے منع کیا جارہا ہے۔ (صادقی تہرانی، ۱۴۰۸، ۱۰۵/۲۲) سید قطب نے لفظ قرن سے ایک لطیف معنی اخذ کیا ہے

اور بتایا ہے کہ گھر عورت کے رکنے اور ٹھہرنے کی جگہ ہے اسی لئے ضرورت کے تحت عورت گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔ (سید قطب، ۱۴۰۸، ۲۸۵۹/۵)

" تَبَرُّجُ " قرآنی لفظ ہے جس کا معنی ہے عورت کا خود نمائی کرنا، اپنے بناؤ سنگھار کا اظہار کرنا۔ فراہیدی تبرج کے بارے میں کہتا ہے: جب عورت اپنے گریبان اور چہرہ کی خوبصورتی کو ظاہر کرتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس نے تبرج کیا ہے۔ (فراہیدی، ۱۴۰۹، ۱۱۵/۶) فیومی نے بھی خوبصورتی کے اظہار کو تبرج کہا ہے: "تَبَرَّجَتِ الْمَرئَۃُ" (فیومی، ۱۴۱۴، ۴۲/۱) یعنی عورت نے اپنی خوبصورتی اور زینت کو نامحرم کے سامنے ظاہر کیا۔

احادیث میں تبرج کی دوسری مثالیں بھی بیان کی گئی ہیں اور ان کو انجام دینے سے منع کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ایسا ہلکا کپڑا پہننا جس سے جسم کے خد و خال ظاہر ہوں، مردوں سے مشابہت پیدا کرنا، حد سے زیادہ خوشبو کا استعمال جس سے مرد اس عورت کی طرف متوجہ ہوں۔ حدیث نبوی میں تبرج کو عورت کے صفات رذیلہ (برے صفات) میں شمار کیا گیا ہے۔ (طباطبائی یزدی، بی تا، ۷۹۹/۲) روایات کے مطابق جاہلیت کے دور میں جب عورت، مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لئے اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر کرتی تھی تو اسے تبرج کہتے تھے۔ (ابن کثیر، ۱۴۱۲، ۷۹۷/۳، سیوطی، ۱۴۱۴، ۱۹۷/۵)

اس آیت سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالی کی نظر میں عورت کا گھر میں رہنا (جب تک کہ گھر سے باہر نکلنے کی کوئی ضرورت نہ ہو) سب سے بہتر ہے اور اسی کا حکم بھی دیا گیا ہے۔

اگرچہ اس آیت میں پیغمبر اسلام (ص) کی ازواج کو خطاب کیا گیا ہے لیکن یہاں پر عام عورتیں بھی مراد ہیں اور دوسری عورتوں کے لئے بھی بہتر ہے کہ گھر میں ہی رہیں اور ازواج پیغمبر اسلام (ص) کو خطاب کرنا صرف تاکید کے لئے ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم کسی عالم دین سے یہ کہیں کہ تم جھوٹ نہ بولو تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسروں کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایک عالم دین کو زیادہ بہتر طریقے سے اس بات پر عمل کرنا چاہئے۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ۲۹۱/۱۷)

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نامحرم سے خود کو پوشیدہ رکھنا اور اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ کرنا عورت کے لئے کتنا اہم ہے۔ عورتوں کو حکم دیا جارہا ہے کہ دور جاہلیت کی عورتوں کی طرح نہ رہیں اور معاشرہ میں بناؤ سنگھار کے اظہار سے پرہیز کریں۔ظاہر ہے اس آیت کا مقصد قطعاً یہ نہیں ہے کہ عورت گھر کی چار دیواری میں قید رہے اور کبھی بھی معاشرہ میں ظاہر نہ ہو کیونکہ اس آیت میں مخاطب خواتین یعنی ازواج پیغمبر اسلام (ص) آنحضرت کے ہمراہ سفر پر جاتی تھیں اور جنگوں میں شریک بھی ہوتی تھیں اور پیغمبر اسلام (ص) نے انہیں اس بات سے منع بھی نہیں فرمایا۔ (عسکری و دیگران، ۱۳۸۷، ۴۶-۵۳)

اس آیت میں "گھر میں رہنے اور بچوں کی پرورش اور خانہ داری سے متعلق مسائل کو خواتین کی ترجیحات میں شامل کیا گیا ہے"۔ (کاشانی، ۱۴۱۰، ۴۲۲؛ جرجانی، ۱۳۴۱، ۸/۵۰؛ سبز واری، ۱۴۰۶، ۵/۴۳۵) اگر اس آیت کا مقصد یہ ہوتا کہ عورتیں اپنے بناؤ سنگھار کو ظاہر نہ کریں اور صاف ستھرے ماحول اور معاشرے میں جاسکتی ہیں تو اس سے پہلے یہ بات نہ کہی جاتی کہ عورتوں کو گھر میں رہنا چاہئے بلکہ "وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ" کی عبارت کافی تھی۔ لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ "قَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ" کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ گھر میں رہنا اور امور خانہ داری کو انجام دینا عورت کی ترجیحات میں مانا گیا ہے۔

اس آیت کی تائید میں بہت سی روایتیں موجود ہیں۔ بعض روایتوں میں عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کیا گیا ہے اور روائی کتابیں اور بعض شیعہ اور سنی فقہا کے فتوؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ مسجد کے بجائے گھر میں نماز پڑھنا عورتوں کے لئے زیادہ باعث فضیلت ہے۔رسول خدا (ص) نے ارشاد فرمایا: عورت کا گھر اور تنہائی میں نماز پڑھنا، جماعت سے نماز پڑھنے کے برابر ہے اور اس میں ۲۵ درجہ فضیلت ہے۔ (حر عاملی، ۱۴۰۹، ۵/۲۳۷؛ مجلسی، ۱۴۰۳، ۸۰/۳۷۱)

امام صادق (ع) نے فرمایا: تمہاری عورتوں کے لئے بہترین مسجد اور عبادت کی جگہ، گھر ہے۔ (حر عاملی، ایضاً) اسی طرح آپ نے ارشاد فرمایا: عورت کا اندر کے کمرے میں نماز پڑھنا باہری کمرے میں نماز پڑھنے

سے بہتر ہے۔(ابن بابویہ، ۱۴۰۴، ۱/۳۹۷)اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کی نظر میں عورت کا نامحرم کے مقابل مستور (پردہ میں رہنا یا پوشیدہ رہنا)، ہونا کتنا اہم ہے۔

رسول خدا(ص) نے اپنے اصحاب سے سوال کیا کہ کس حالت میں ایک عورت اپنے پروردگار سے سب سے زیادہ قریب ہوتی ہے۔ کوئی جواب نہ دے سکا۔ حضرت علی(ع) نے اس کا تذکرہ گھر میں جناب فاطمہ (س) سے فرمایا۔ شہزادی نے جواب دیا:

" اَنَّ اَدْنیٰ مَا تَکُوْنُ مِنْ رَبِّھَا اَنْ تَلْزَمَ قَعْرَ بَیْتِھَا "(نوری، ۱۴۰۸، ۱۸۲/۱۴)جب عورت اپنے گھر کی چار دیواری میں رہتی ہے تو سب سے زیادہ اپنے پروردگار سے قریب ہوتی ہے۔جب حضرت نے یہ جواب سنا تو فرمایا: "فَاطِمَۃُ بِضْعَۃٌ مِنِّی " فاطمہ میرا ٹکڑا ہے۔

۲۔صنف کا ایک دوسرے سے متایز ہونا یعنی نامحرم کی نظر سے مستور رہنا

سورہ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ میں عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ خانہ داری سے متعلق ذمہ داریوں میں مشغول رہیں اور بنا ضرورت گھر سے باہر نہ نکلیں۔اس کے بعد اسی سورت کی آیت نمبر ۵۳ میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح عورت روزمرہ کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے سماجی امور میں سرگرمی سے حصہ لے سکتی ہے: " وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ "اور جب ازواج پیغمبر سے کسی چیز کا سوال کرو تو پردہ کے پیچھے سے سوال کرو کہ یہ بات تمہارے اور ان کے دونوں کے دلوں کے لئے زیادہ پاکیزہ ہے۔(سورہ احزاب، آیت ۵۳)

اس آیت میں مردوں کو نامحرم عورت سے پردہ کے بغیر ملنے سے منع کیا گیا ہے وہ بھی ایسے مسائل اور امور میں جن میں کوئی عقلانی غرض پائی جاتی ہو۔(طباطبائی، ۱۴۱۷، ۱۶/۳۳۷؛ طبرسی، ۱۳۷۲، ۸/ ۵۷۶) توظاہر ہے کہ کسی خاص وجہ کے بغیر ایک ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور ہنسی مذاق کرنا بدرجہ اتم منع ہوگا۔اور یہ حکم اگرچہ ازواج پیغمبر اسلام (ص) کے لئے ہے لیکن تنقیح مناط کے ذریعہ (خصوصیت سے

صرف نظر کرتے ہوئے اور معیار و سبب کو عمومیت دیتے ہوئے) اس کا استحباب دوسری خواتین کے لئے بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ (مغنیہ، ۱۳۸۴، ۵۵۸؛ مذکورہ حوالہ، ۱۴۰۰، ۲۳۵/۶)

صدیقہ کبری جناب فاطمہ زہرا (س) اس بارے میں ارشاد فرماتی ہیں: عورت کے لئے سب بہتر یہی ہے کہ اس کی نظر کسی مرد پر نہ پڑے اور نہ ہی کسی مرد کی نظر اس پر پڑے۔ (حرعاملی، ۱۴۰۹، ۶۷/۲۰)

اس آیت میں طہارت قلب اور باطنی عفت کو عورت اور مرد کے درمیان دوری اور فاصلہ کی وجہ بتائی گئی ہے۔ ''ذَالِکُمْ اَطْھَرُ لِقُلُوْبِکُمْ وَ قُلُوْبِھِنَّ۔''

۳۔ برقعہ و چادر، بہترین پردہ

سورہ احزاب کی آیت نمبر ۵۳ میں یہ بتایا گیا کہ عورت کے لئے بہتر یہ ہے کہ وہ کسی نامحرم سے نہ ملے۔ اسی سورہ کی آیت نمبر ۵۹ میں اب یہ بتایا جا رہا ہے کہ اگر ضرورت پڑتی ہے اور عورت کو معاشرہ میں مردوں کے سامنے جانا پڑتا ہے تو کیا کرے اور کس طرح کا برتاؤ کرے: '' يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا۔'' اے پیغمبر آپ اپنی بیویوں بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی چادر کو اپنے اوپر لٹکائے رہا کریں کہ یہ طریقہ ان کی شناخت یا شرافت سے قریب تر ہے۔ اور اس طرح ان کو اذیت نہ دی جائے گی اور خدا بہت بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (سورہ احزاب، آیت ۵۹)

اس آیت کے سبب نزول کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ پیغمبر اسلام (ص) کی اقتدا میں نماز ادا کرنے کے لئے مدینہ کی خواتین مسجد نبوی آتی تھیں۔ گھر واپس جاتے وقت بعض آوارہ اور اوباش جوان ان سے چھیڑ چھاڑ اور کمنٹ پاس کرتے تھے کیونکہ وہ کنیزوں کے ساتھ عام طور پر اسی طرح کا رویہ روا رکھتے تھے۔ اور جب ان سے کہا جاتا تھا کہ آزاد عورتوں کے ساتھ ایسا کیوں کرتے ہو تو وہ جواب دیتے تھے کہ ہم نے ان خواتین کو کنیز سمجھا تھا۔ اسی کے بعد آیہ حجاب نازل ہوئی۔ (بروجردی، ۱۳۶۶، ۳۷۴/۵)

اس شان نزول سے پتہ چلتا ہے کہ آزاد عورت اور کنیز میں تمیز اور فرق کرنے کے لئے حجاب کا حکم دیا گیا تھا۔ بعض مفسرین اس آیت اور عرب کے اشعار کا حوالہ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جلباب آزاد عورتوں سے مخصوص تھا تاکہ ان کے اور کنیزوں کے درمیان فرق کیا جاسکے اور لوگ آزاد عورتوں سے چھیڑ چھاڑ نہ کریں۔ (ابن عاشور، ۱۴۲۰، ۳۲۹/۲۱)

جلابیب، جلباب کی جمع ہے اور اس کو ردا یا برقعہ کہا جاتا ہے جو پورے بدن کو سر سے پیر تک ڈھانپ لیتا ہے اور دوسرے کپڑوں کے اوپر سے پہنا جاتا ہے۔ (ابن منظور، ۱۴۱۴، ۲۷۳/۱) اس آیت کا ظریف نکتہ یہ ہے کہ یہاں پر لفظ ''یدنین'' استعمال ہوا ہے یعنی وہ اس چادر کو جسے اپنے اوپر ڈال رکھا ہے اس سے گھونگھٹ نکال لیا کریں یعنی اپنے چہرے کو ڈھانپ لیں اور بعض تفاسیر میں منقول ہے کہ پورے چہرے کو سوائے ایک آنکھ کے ڈھانپ لیں۔ (زحیلی، ۱۴۱۱، ۱۰۶/۲۲؛ ابن ابی حاتم، ۱۴۱۹، ۳۱۵۵/۱۰)

اس آیت میں دوسرا اہم نکتہ یہ ہے کہ پردہ کے کم سے کم یا واجب مقدار یعنی دوپٹے کا حکم بیان کرنے سے پہلے، اللہ تعالی نے پردہ کی مکمل مقدار یعنی برقعہ کے بارے میں بتایا ہے جو کہ فقہاء کی نظر میں مستحب ہے۔ اللہ تعالی اس آیت میں ایک بار پھر جلباب کا مقصد یہ بیان کرتا ہے کہ عورتیں عفاف اور پاکدامنی اختیار کریں جس سے عفت و پاکدامنی کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ حجاب، عفاف کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔

یہاں پر قرآنی روش تبلیغ بھی قابل توجہ ہے۔ جلباب یا برقعہ کے حکم کو وجوب کی صورت میں پیش نہیں کیا جارہا ہے بلکہ یہ کہا جارہا ہے کہ یہ طریقہ بہتر ہے اور اسی لئے اس کے بدلے میں جنت یا دوزخ کا وعدہ نہیں کیا گیا ہے بلکہ عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ ''ذَالِكَ اَدْنیٰ اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ''۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔ اسی طرح یہ بتایا گیا ہے کہ جلباب اور برقعہ سے ان کی قدر و منزلت بڑھ جائے گی۔

آیہ جلباب سورہ نور کی آیت نمبر ۳۱ سے پہلے نازل ہوئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیہ جلباب کا مقصد حجاب کے حدود کو معین کرنا نہیں تھا بلکہ صرف یہ بتانا مقصد تھا کہ حجاب آزاد اور پاکدامن خواتین کی پہچان کے لئے ہے تاکہ خواتین شوق سے پردہ کی طرف مائل ہوں۔ (عابدینی، ۷۹، ۱۳، ۴۹ تا ۹۲)

۴۔ دوپٹہ، حجاب کی کم سے کم مقدار

قرآن کریم نے انسانوں کی صلاحیتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اور عفت و پاکدامنی کے اعلی مراتب پر یقین نہ رکھنے والے لوگوں کے لئے حجاب کی کم سے کم مقدار بھی بیان کردی ہے: ”وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ۔۔“ اور مومنات سے کہہ دیجئے کہ وہ بھی اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کا اظہار نہ کریں علاوہ اس کے کے جواز خود ظاہر ہے اور اپنے دوپٹہ کو اپنے گریبان پر رکھیں۔۔ (سورہ نور، آیت ۳۱)

اس آیت میں ایک آئیڈیل تہذیبی نظام کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ سب سے پہلے پاکدامنی اور شرمگاہ کی حفاظت ”يَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ “ کی بات ہوئی ہے اور پھر بتایا گیا ہے کہ کس طرح اس پر عمل کیا جاسکتا ہے۔ ”وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا“ اپنی آرائش کو ظاہر نہ ہونے دیا کریں مگر از خود کھلا رہتا ہو۔ اور پھر بتایا جاتا ہے کہ کس طرح سوائے چہرہ اور ہاتھ کے پورے جسم کو ڈھانپا جائے ”وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ“ اور اپنے سینوں پر اوڑھنیاں اوڑھے رہا کریں۔ یہاں پر لفظ ضرب استعمال ہوا ہے یعنی اپنے سینوں کو مکمل طور پر ڈھانپیں۔

۵۔ حجاب میں استثنیٰ

حجاب کے اصول و ضوابط کو معین کرنے کے بعد، معاشرہ کی فضا عفت و پاکدامنی کی سمت گامزن ہوجاتی ہے۔ اس کے بعد حجاب کے مسئلہ میں کچھ استثناء بیان کئے گئے ہیں۔ مثال کے طور پر سر کے بال کھولنے کا موضوع، کیونکہ، حجاب، عفت و پاکدامنی کے حصول کا ایک ذریعہ ہے اور اگر شرعی حجاب کے بغیر عفت و پاکدامنی پر کوئی داغ نہیں آتا تو حجاب کا وجوب بھی ساقط ہوجاتا ہے: ” وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا

يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ" اور ضعیفی سے بیٹھ رہنے والی عورتیں جنہیں نکاح سے کوئی دلچسپی نہیں ہے ان کے لئے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ اپنے ظاہری کپڑوں کو الگ کردیں بشرطیکہ زینت کی نمائش نہ کریں اور وہ بھی عفت کا تحفظ کرتی رہیں کہ یہی ان کے حق میں بھی بہتر ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور سب کا حال جاننے والا ہے۔ (سورہ نور، آیت ٦٠)

بوڑھی عورتوں سے حجاب کا ساقط ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام کے احکام و قوانین، حقیقی مصالح و مفاسد کی بنیاد پر ہیں لہٰذا اگر وہ مفاسد ختم ہو جاتے ہیں جو اس حکم کے وجوب یا حرمت کا سبب تھے تو وہ حکم بھی ختم ہو جاتا ہے چاہے وہ ضروریات دین میں سے ہو جیسا کہ مسئلہ حجاب ہے۔ مسئلہ حجاب ضروریات دین میں سے ہے لیکن بوڑھی عورتوں پر سے ساقط ہے کیونکہ ان کی طرف کوئی جنسی لذت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے۔ (طباطبائی، ۱۴۱۷، ۱۵/۱۶۴؛ طبرسی، ۱۴۱۲، ۱۱۹/۳) لیکن اس کے باوجود حجاب کے انفرادی فوائد اب بھی موجود ہیں لہٰذا ارشاد ہوتا ہے: " وَاَنْ يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ "اور اگر وہ احتیاط رکھیں تو ان کے لئے اور زیادہ بہتر ہے۔ کیونکہ اسلام کی نظر میں عورت جتنا زیادہ حجاب اور عفاف کی رعایت کریں گی اتنا ہی تقوی اور پرہیزگاری سے قریب تر ہوگی۔ (مکارم شیرازی، ۱۳۷۴، ۵۴۲/۱۴)

ج: نظریہ حریم جنسی (نامحرم عورت اور مرد کے درمیان حدود کے تعین کا نظریہ)

آیت حجاب کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ زندگی کے مختلف میدانوں میں عورت اور مرد کے درمیان ایک حد مقرر رہے اور جب تک کوئی خاص ضرورت نہ ہو وہ ایک دوسرے سے نہ ملیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہ بات مرد اور عورت کی حقیقی اور تکوینی ضرورتوں کے پیش نظر ہے لیکن اس حدبندی میں زور زبردستی نہیں ہے بلکہ صرف اصول و ضوابط بتائے جارہے ہیں اور اقدار طے کئے جارہے ہیں تاکہ معاشرہ خود بخود اس طرف کھنچتا چلا جائے۔ ان سب کے بیچ حجاب ایک ایسا ذریعہ ہے جس کے ساتھ ضرورت پڑنے پر عورت معاشرہ میں حاضر ہو سکتی ہے۔

د: خواتین کے حجاب کے لئے مرد ذمہ دار

اسلام نے مسئلہ حجاب کے لئے مردوں کو ذمہ دار بنایا ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: ''وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۔۔۔'' (سورہ احزاب، آیت ۵۳)

حقیقت یہ ہے کہ یہ عورت کی ذمہ داری ہے کہ خود کو مردوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے لیکن یہاں پر اللہ تعالی مردوں کو حکم دیتا ہے کہ پردہ کے پیچھے سے ان سے بات کریں۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ حجاب کی پابندی میں مردوں کا اہم کردار ہے۔ مردوں کی ذمہ داری ہے کہ اپنے کردار کے ذریعہ اپنے گھر کی خواتین کو حجاب کی طرف راغب کریں۔اسی وجہ سے اللہ تعالی نے مردوں میں غیرت کا جذبہ پیدا کیا ہے تاکہ غیر شعوری طور اپنی خواتین نیز دوسری خواتین کے پردہ کا خیال رکھیں۔اللہ تعالی جلباب سے متعلق آیت میں ارشاد فرماتا ہے: ''يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ۔۔۔''

یہاں پر عورتوں کو بلاواسطہ مخاطب نہیں کیا گیا ہے جب کہ یہ حکم عورتوں سے متعلق ہے، بلکہ پیغمبر اکرم (ص) سے خطاب کیا جارہا ہے۔ یہاں پر پیغمبر اسلام (ص) کو دو عنوان سے خطاب کیا جارہا ہے: اپنے خاندان کے ذمہ دار کی حیثیت سے: ''لِأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ''۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ خاندان کا سرپرست، اپنے ازواج اور بیٹیوں کی ہدایت و ارشاد کا ذمہ دار ہے۔ اور دوسرا حاکم اسلامی کے عنوان سے ''نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ'' یہ کہا جاسکتا تھا کہ نساء المومنات یعنی مومن عورتوں سے کہو پردہ کریں لیکن کہا گیا ہے مومن مردوں کی خواتین۔ یہاں یہ بتایا جارہا ہے کہ حجاب کے نفاذ کی ذمہ داری گھر کے مرد حضرات کی ہے۔

و: حجاب، ایک تہذیبی مسئلہ

یہاں پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حاکم وقت کی طرف سے حجاب کو زور زبردستی سے لوگوں پر تھوپا جاسکتا ہے؟ یا خواتین، سماجی قدر و منزلت حاصل کرنے کے لئے طیب خاطر کے ہمراہ حجاب کی پابندی کریں گی؟۔کیا پیغمبر اسلام (ص) کے دور میں حجاب لازمی تھا؟ جی ہاں اس دور میں بھی حجاب ضروری والزامی تھا لیکن زور زبردستی نہیں تھی بلکہ ذہنی طور پر ان کو تیار کیا گیا تھا کہ حجاب کے فوائد کو سمجھیں اور ان پر عمل

کریں۔ ورنہ حجاب کی رعایت نہ کرنے کی صورت میں وہ سماجی طور پر الگ تھلگ ہو جاتی تھیں۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے: ''۔'' یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِینَ یُدْنِینَ عَلَیْهِنَّ مِن جَلَابِیبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ۔۔۔'' (سورہ احزاب، آیت ۵۹)

یہاں پر پردہ کو خواتین کے لئے فائدہ مند بتایا گیا ہے اور زبردستی نہیں کی گئی ہے اور نہ ہی جنت و جہنم کا وعدہ کیا گیا ہے بلکہ عقلی دلیل بیان کی گئی ہے ''ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن یُعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ''۔ (قرائتی ، ۱۳۸۸، ۳۹۹/۹)اسی طرح یہ بتایا گیا ہے کہ پردہ کی وجہ سے خواتین کی قدر و منزلت بڑھ جائے گی اور وہ پاکدامنی کے لئے مشہور ہو جائیں گی جس سے ان کے شوق میں مزید اضافہ ہوگا۔

نتیجہ

دینی تعلیمات کے مطابق عفت و پاکدامنی اور خود پر قابو رکھنا مقصود اصلی ہے اور حجاب اس مقصد کو پورا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ آیات حجاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن نے معاشرہ کے لئے ایک خاص اصول بنایا تاکہ لوگ حجاب کے مسئلہ کو آسانی سے قبول کر سکیں اور پھر ہم جنسی، حد بندی کے نظریہ تک پہنچتے ہیں یعنی اسلام کا اصل مقصد یہ ہے کہ مرد اور عورت میں ایک حد فاصل قائم رہے اور حجاب اسی کی ایک کڑی ہے۔ حجاب کو ایک تہذیبی مسئلہ سمجھنا چاہئے جس سے خواتین کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ قرآن کریم

۲۔ آلوسی، سید محمود، ۱۴۱۵ھ، روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، بیروت، دار الکتب العلمیہ

۳۔ ابن ابی حاتم، عبد الرحمٰن بن محمد، ۱۴۱۹ھ، تفسیر القرآن العظیم، ریاض، مکتبہ نزار

۴۔ ابن بابویہ (صدوق)، محمد بن علی، ۱۴۰۴ھ، کتاب من لایحضرہ الفقیہ، قم، دفتر انتشارات اسلامی

۵۔ ابن عاشور، محمد طاہر ۱۴۲۰ھ، تفسیر التحریر والتنویر، بیروت، التاریخ العربی

۶۔ ابن فارس، احمد ۱۴۰۴ھ، معجم مقاییس اللغۃ، قم، مکتب الاعلام الاسلامی

۷۔ ابن کثیر، اسماعیل بن کثیر، ۱۴۱۲ھ، تفسیر القرآن العظیم، بیروت، دار احیاء التراث العربی

۸۔ابن منظور، محمد بن مکرم، ۱۴۱۴ھ، لسان العرب، دمشق، دار القلم
۹۔ابوحیان، محمد بن یوسف، ۱۴۲۰ھ، البحر المحیط فی التفسیر، بیروت، دار الفکر
۱۰۔اردبیلی، احمد بن محمد، ۱۴۰۳ھ، مجمع الفائدۃ والبرہان فی شرح ارشاد الاذھان، قم، دفتر انتشارات اسلامی
۱۱۔امام خمینی، سید روح اللہ ۱۳۶۳، تحریر الوسیلۃ، قم، اسماعیلیان
۱۲۔ ----۱۳۹۱، رسالہ توضیح المسائل، تہران، مؤسسہ تنظیم و نشر آثار امام خمینی
۱۳۔بروجردی، سید ابراہیم ۱۳۶۶، تفسیر جامع، تہران، کتابخانہ صدر
۱۴۔جرجانی، ابوالمحاسن، ۱۳۴۱، جلاء الاذہان وجلاء الاحزان، تہران، محدث ارموی
۱۵۔حر عاملی، محمد بن حسن، ۱۴۰۹، تفصیل وسائل الشیعۃ الی تحصیل مسائل الشریعہ، قم، مؤسسہ آل البیتؑ
۱۶۔ حسینی شیرازی، سید محمد، بی تا، تقریب القرآن الی الاذہان، قم، ایمان
۱۷۔زحیلی، وہبہ، ۱۴۱۱ھ، التفسیر المنیر فی العقیدۃ والشریعۃ والمنہج، دمشق، دار الفکر
۱۸۔ زمخشری، محمود بن عمر، ۱۴۰۷ھ، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، بیروت، دار الکتاب العربی
۱۹۔سابق سید، ۱۴۰۷ھ، فقہ السنہ، بیروت، بی نا
۲۰۔سبزواری، محمد، ۱۴۰۶ھ، الجدید فی تفسیر القرآن المجید، بیروت، دار التعارف
۲۱۔سید قطب، ۱۴۰۸ھ، فی ظلال القرآن، بیروت، دار الشروق
۲۲۔سیوطی، جلال الدین ۱۴۱۴ھ، الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، بیروت، دار المعرفہ
۲۳۔شاہ عبد العظیمی، حسین، ۱۳۶۳، تفسیر اثنا عشری، تہران، میقات
۲۴۔صادقی تہرانی، محمد ۱۴۰۸ھ، الفرقان فی تفسیر القرآن بالقرآن والسنۃ، قم، فرہنگ اسلامی
۲۵۔طباطبائی، سید محمد حسین، ۱۴۱۷ھ، المیزان فی تفسیر القرآن، قم، دفتر انتشارات اسلامی
۲۶۔طباطبائی یزدی، سید محمد کاظم، بی تا، العروۃ الوثقی، بیروت، مؤسسۃ الاعلمی